إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء
عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً
غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ۱؍ قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا یہ آرگن ہے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۸ | مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ٭

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں بخیر و عافیت ہے ٭

صاحبزادہ عبد السلام صاحب جو اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم پاتے ہیں، چند دن کے لئے تشریف لائے ٭

جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب ذوالفقار علی خان صاحب اس احمدیہ وفد میں شرکت کے لئے جو ۲۵؍ کو حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہوگا۔ دہلی روانہ ہوگئے ٭

جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب اپنی لڑکی حبیبہ بیگم صاحبہ کو علاج کے لئے قادیان سے لے گئے ہیں۔ احباب عزیزہ کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں ٭

لاہور میں احمدیہ جلسہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لاہور تشریف لے جائیں گے

جماعت احمدیہ لاہور نے انتظام کیا ہے۔ کہ صداقت اسلام بمقابلہ دیگر ادیان پر نہ صرف علمائے جماعت احمدیہ سے لیکچر دلائے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی پُر معارف تقریر سے بھی اہالیان لاہور کو مستفیض کرائے۔ چنانچہ حسب ذیل پروگرام کے مطابق ۲۳؍ فروری سے یہ لیکچر شروع ہوئے۔

۲۳؍ فروری - حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر ہوگا ٭
۲۴ ״ ״ - مولوی عبد الرحیم صاحب نیر لیکچر دینگے ٭
۲۵ ״ ״ - چودھری فتح محمد صاحب ایم اے تقریر کرینگے ٭
۲۶ ״ ״ - میر قاسم علی صاحب کا لیکچر ہوگا ٭
۲۷ ״ ״ - بروز اتوار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تقریر فرمائینگے ٭

مناجات

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

دُنیائے عاشقی میں ناکامیاب ہستی — ناکامیاب ہستی خانہ خراب ہستی
پابندِ نفس و شیطاں عصیاں مآب ہستی — اکمل ہے صورتِ اکمل وہ محوِ خواب ہستی

یارب اسے جگا دے۔ سب غفلتیں مٹا دے
کُل کلفتیں ہٹا دے جھگڑے سبھی چکا دے

ان بیوفائیوں سے بے اعتنائیوں سے — تنگ آگیا ہوں میں تو ہنگامہ زائیوں سے
آلودہ ہو رہی ہے دُنیا برائیوں سے — یارب مجھے ملانا اُن پاک بھائیوں سے

جو تیرے ہو چکے ہیں گھر بار چھوڑ آئے
جوڑا تجھی سے رشتہ سب رشتے توڑ آئے

حاضر ہے تیرے در پہ عبدِ اثیم تیرا — اے دستگیر ہوگا فضلِ عظیم تیرا
بندہ ہے سر فگندہ مولا کریم تیرا — اسلامِ احمدیت دینِ قویم تیرا

قائم اسی پہ رکھیو جب تک کہ دم میں دم ہے
وردِ زبانِ اکمل بس نٓ والقلم ہے

عیسےٰ کے بتکدے میں زنجیرِ در ہلا کے — روتے ہیں سر ملا کے بپتا سنا سنا کے
محمودِ مصطفےٰ نے غزنیٔ حق سے آ کے — باقی نہ کچھ بھی چھوڑا سب رکھ دیا مٹا کے"

مُلحد ہیں دہریے ہیں اصنام کے پجاری
انساں کو پوجتے ہیں مت ان کی ایسی ماری

طاغی علی محمد ایماں گنوا رہا تھا — دجالِ اصفہانی اُلٹی سُنا رہا تھا
قرآں نسخ کر کے اقدس بنا رہا تھا — میرزا علی پا کر باتیں بنا رہا تھا

ناگہ قادیاں سے بجلی ہدیٰ کی چمکی
بہجی طلسم ٹوٹا اس زور سے وہ گرجی

آیا مسیحِ صادق۔ دجال مار ڈالا — تختِ الوہیت سے اس کو اتار ڈالا
بگڑا ہوا تھا جو جو یکدم سنوار ڈالا — ہر ایک کے گلے میں وحدت کا ہار ڈالا

اسلام دینِ حق ہے دائم یہی رہے گا
اکمل سے تا قیامت قائم یہی رہے گا

اخبارِ احمدیہ

درخواستِ دُعا — برادرم منشی جعفر صادق صاحب امیر جماعت احمدیہ بغداد طویل علالت کے بعد معالجہ کی غرض سے ہندوستان روانہ ہوگئے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ نیز اگر کوئی صاحب سلسلہ کا عربی لٹریچر ارسال فرمائیں۔ تو جماعت بغداد ایسے اصحاب تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ جو حق کے متلاشی ہیں۔ اور اس طرح آپ گھر بیٹھ کر تبلیغ کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

بمنت ایں اجر نصرت را دہند اے اخی ورنہ ٭ قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

احقر احمد گل احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ - بغداد

نواح ساگر کے احمدی — بندہ کی تبدیلی یکم مارچ سے چھاؤنی ساگر میں ہوئی ہے۔ وہاں کے گرد و نواح میں رہنے والے احمدی احباب براہ مہربانی اپنا پتہ مجھے تحریر فرمائیں۔

خاکسار فیروز الدین احمدی کلرک ۱/۲ پنجاب رجمنٹ ساگر چھاؤنی

تلاشِ عزیز — ایک لڑکا بنام محمد صدیق عمر بارہ تیرہ سال چوتھی جماعت تک تعلیم۔ رنگ گورا۔ بدن پتلا۔ کچھ عرصہ سے گم ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس پہنچا ہو۔ تو دفتر امور عامہ میں فوراً اطلاع دیں۔ اور لڑکے کو اپنے پاس رکھیں۔ جانے نہ دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان ٭

لنڈن کی آواز پر لبیک — جناب عرفانی صاحب نے ازراہ جوش تبلیغ انگریزی رسالہ "آنحضرت ﷺ اور آپ کی تعلیم" کی اشاعت کے لئے تحریک فرماتے ہوئے خاکسار کو بھی ترغیب دی ہے کہ میں اس کی قیمت کم کر دوں۔ سو اس کارِ خیر میں شریک ہونے کی خاطر میں حسب ارشاد عرفانی صاحب اس رسالہ کی قیمت کم کرتا ہوں [illegible] قیمت ۵ر فی کاپی ہے۔ مگر کثیر اشاعت کرنیوالے احباب کی خاطر میں نے اس کی قیمت فی سینکڑہ [illegible] روپے کر دی ہے۔ خاکسار فخر الدین احمدی ملتانی کتاب گھر قادیان

ولادت — اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اس کا نام عبد اللطیف تجویز فرمایا۔ احباب درازی عمر اور خادم دین ہونے کی دُعا فرمائیں۔

خاکسار عبد الشکور قریشی الوری از اجمیر

دعائے مغفرت — میری بیوی چار روز بیمار رہ کر اس دار فانی سے رحلت کر گئی۔ مرحومہ ایک نیک اور وفادار خاتون تھی۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ عبد الغنی سیکرٹری تبلیغ۔ انبالہ شہر

(۲) ۲۹ جنوری ۱۹۲۷ء کو خاکسار کی والدہ صاحبہ دار فانی سے کوچ کر کے ملک جاودانی کو سدھار گئیں۔ احباب مرحومہ کے لئے دُعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار غلام محمد احمدی خوردین - لاہور ٭

(۳) میری اہلیہ جو عرصہ سے بیمار تھی۔ فوت ہو گئی ہے۔ احباب دُعائے مغفرت کریں ٭

خاکسار۔ رحیم بخش احمدی محلہ کٹوعہ زیارت جموں

(۴) میری خوشدامن صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ احباب مرحومہ کے لئے مغفرت کی دُعا کریں۔ محمد شاہزادہ [illegible]

طلوعِ احمدیت

مولوی محمد احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل جالندھر ہمارے سلسلہ کے نوجوان شعراء میں سے اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں جو کچھ کہتے ہیں۔ قابل تعریف کہتے ہیں۔ مندرجہ عنوان نام سے خوبصورت لکھائی چھپائی اور عمدہ کاغذ کے ۱۶ صفحوں پر ان کی ایک تازہ نظم شائع ہوئی ہے۔ جس میں دل پذیر طریق سے صداقت احمدیہ کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر غیر احمدیوں میں اس کی اشاعت کی جائے۔ تو تبلیغی لحاظ سے بہت مفید ہو سکتی ہے۔ احباب اس کی متعدد کاپیاں منگوا کر غیر احمدیوں کو بطور تحفہ دیں۔ قیمت صرف ۲ر اور میاں محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہے ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء

شردھانند جی کی روش اسلام کے متعلق

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہوئے جو شردھانند جی کے قتل کے واقعہ سے پوری ہوئی۔ لکھا تھا:-

"یہ کشف جب کسی ایسے شخص کے حق میں ہے۔ جو پنڈت لیکھرام کی طرح توہین کن اور بدزبان ہے تو سوامی شردھانند پر کسی طرح چسپاں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مسلم بات ہے۔ کہ شردھانند بدزبان اور توہین کن نہ تھا۔ بلکہ متین اور صاف گو منکسر الطبع تھا" (اہلحدیث ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

جس شخص نے گالیوں کے اس [illegible] کو جو پنڈت لیکھرام صاحب نے اسلام کے خلاف پراگندہ حالت میں چھوڑا تھا۔ ایک جگہ جمع کر کے شائع کیا۔ اور اس کی تعریف و توصیف میں اپنے قلم سے ایک طویل دیباچہ لکھا۔ جس میں بڑے زور سے یہ تحریک کی کہ:-

"جو لوگ آریہ سنتان کو محمدی اور عیسائی وغیرہ متوں کے پھندوں سے چھڑا کر انہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ اس کی سینکڑوں جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں"

ایسے شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پنڈت لیکھرام کی طرح توہین کن اسلام نہ تھا۔ حد درجہ کی نادانی ہے۔ اور کوئی سنجیدہ مسلمان مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس بات کی تائید نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ۲۴ جنوری کے الفضل میں مختصر طور پر سوامی جی کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھا تھا:-

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے سے انسان کے قلم سے یہ الفاظ نکلنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں وہ دن کو رات اور نور کو ظلمت کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ شردھانند جی کے حالات زندگی اور اسلام کے خلاف ان کی سرگرمیوں سے واقف ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ سراسر غلط ہے"

مولوی ثناء اللہ صاحب کو نہ تو اس کی تردید کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور نہ اپنی غلط بیانی کو واپس لیا۔ ہاں انہیں یہ فخر ضرور حاصل ہو گیا۔ کہ آریہ صاحبان ان کی تحریر کو سند کے طور پر پیش کر کے مسلمانوں پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شردھانند جی کا اسلام کے متعلق رویہ ناقابل اعتراض تھا۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" ۱۰ فروری لکھتا ہے:-

"سوامی شردھانند جی کو توہین اور گالیاں دینے والا کہنا خلاف امر واقعہ ہے اور لغو ہے۔ چنانچہ ہمارے معزز ہمعصر اہلحدیث امرتسر نے اپنے پرچہ میں شری سوامی شردھانند پر ان الفاظ کے عائد کرنے پر اعتراض کیا ہے"

مولوی ثناء اللہ صاحب تو "آریہ گزٹ" کے یہ الفاظ پڑھ کر پھولے نہ سماتے ہوں گے۔ کہ ایک آریہ اخبار نے ان کے پرچہ کو "معزز" قرار دے دیا۔ اور ادہر "آریہ گزٹ" بھی خوش ہو رہا ہو گا کہ مسلمانوں کو شردھانند جی کے شردھالو بنانے کی خاطر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اچھی سند عطا کر دی۔ لیکن ان ہر دو کے لئے مناسب ہے۔ کہ اس بارے میں اپنے آپ کو زیادہ دیر غلط فہمی میں مبتلا نہ رکھنے کے لئے وہ آراء پڑھ لیں۔ جو سنجیدہ متین اور واقف کار اصحاب نے شردھانند جی کے متعلق حال ہی میں ظاہر کی ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ظفر علی صاحب کے خاص مداحوں میں سے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے مولوی ظفر علی صاحب کی رائے ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ مولوی صاحب نے لاہور کے ایک بہت بڑے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"سوامی جی نے اپنی آخری عمر میں شدھی کا جو پرچار شروع کیا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کی سرگرمیاں ایک ایک مسلمان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتی تھیں۔ کیونکہ مسلمان کو مذہب ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ اور وہ اس شخص کو ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا۔ جو اسے دین قیم کے رستہ سے گمراہ کرنے کی کوشش کرے" (زمیندار ۲۵ جنوری)

معلوم ہوتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے آپ کو ان مسلمانوں میں سے نہیں سمجھتے۔ جن کا ذکر مولوی ظفر علی صاحب نے کیا ہے۔ اور ان کے نزدیک مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرانے والا کسی ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہوتا۔ جو قابل نفرت ہو۔ ممکن ہے۔ مولوی ظفر علی صاحب کو ایک سیاسی آدمی کہہ کر مولوی ثناء اللہ صاحب ان کی رائے کو بے وقعت کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے تمام ہندوستان کے علماء کی جمعیۃ جس کے خود مولوی صاحب بھی ممبر ہیں۔ اس کے اخبار کی رائے درج کی جاتی ہے:-

اخبار مذکور اپنے ۱۰ فروری ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"سوامی شردھانند کی زندگی جس قسم کی تھی۔ اس کا حال سب کو معلوم ہے۔ آریہ تحریک میں شامل ہونے کے بعد سے انہوں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوششیں کیں۔ اسلامی عقائد پر حملہ کرنے اسلام پر اعتراضات کرنے اور اسلام کو ہر طریقہ سے بدنام کرنے میں وہ ہمیشہ اپنے پیش رو پنڈت لیکھرام کی طرح سرگرم رہے"

"الجمعیۃ" نے کیسے صاف اور واضح طریق سے ایک طرف تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان الفاظ کو رد کر دیا ہے۔ کہ "شردھانند بدزبان اور توہین کن نہ تھا" اور دوسری طرف یہ بتا دیا ہے کہ شردھانند اسلامی عقائد پر حملہ کرنے۔ اسلام پر اعتراضات کرنے اور اسلام کو بدنام کرنے میں بالکل پنڈت لیکھرام کے مشابہ تھے۔ یہ ایک ایسے اخبار کی شہادت ہے۔ جو جماعت احمدیہ سے عداوت اور کینہ رکھنے میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ اس کی طرف سے یہ اعلان مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ سمجھنے میں بہت مدد دے سکتا ہے۔ کہ شردھانند جی اور پنڈت لیکھرام میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور جب ان میں کوئی فرق نہ تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کشف بھی نہایت صفائی کے ساتھ شردھانند جی پر چسپاں ہو سکتا ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب "الجمعیۃ" کے اس بیان کو پڑھ کر غور کریں گے۔ کہ جس امر کو پوشیدہ کرنے کے لئے انہوں نے سراسر غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ اسے خدا تعالیٰ نے جمعیۃ العلماء کے آرگن کے ذریعہ کس خوبی کے ساتھ ظاہر کرا دیا۔

پھر ایک اور اخبار کی رائے ملاحظہ ہو۔ جس کے ایڈیٹر صاحب کی تجربہ کاری اور سنجیدہ مزاجی مشہور ہے۔ یعنی مولوی محمد بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار "البشیر" اٹاوہ۔ یہ اپنے اخبار ۲۵ جنوری میں تحریر فرماتے ہیں:-

"سوامی شردھانند کی تمام زندگی اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی دشمنی میں صرف ہوئی۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو اس سے ناواقف ہو"

ایڈیٹر صاحب "البشیر" کو کیا معلوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے سے مسلمان بھی موجود ہیں۔ جو باوجود سب کچھ جاننے کے محض اس لئے سوامی شردھانند کو اسلام کی توہین نہ کرنے والا قرار دے رہے ہیں۔ کہ تا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کشف جس سے آریہ دھرم کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ شردھانند جی پر چسپاں نہ ہو سکے۔

اخبار "البشیر" اپنے دوسرے پرچہ یکم فروری میں لکھتا ہے:-

"بہت سے مسلمان تو مذہبی خیال کی وجہ سے سوامی شردھانند

سے نفرت کرتے تھے۔ بہت سے مسلمان سوامی جی کو مسلمانوں کا دشمن سمجھ کر سوامی جی سے ناراض تھے۔ بہت سے مسلمان تھے جن کے دل سوامی جی کی دل آزار تقریروں کی وجہ سے زخمی ہو چکے تھے۔"

اگر شردھانند جی بقول مولوی ثناء اللہ صاحب "بدزبان اور توہین کُن نہ تھے۔ تو پھر ان کی تقریریں "دل آزار" کیوں تھیں۔ اور کیوں ان کی وجہ سے مسلمانوں کے دل زخمی ہو چکے تھے۔

حقیقت یہی ہے۔ کہ شردھانند جی پنڈت لیکھرام صاحب کے ثانی اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ انہوں نے نہ صرف اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اسلام کو بدنام کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ بلکہ پنڈت لیکھرام نے اسلام کے خلاف جس قدر بدزبانی اور فحش کلامی کی تھی۔ اسے دوبارہ جنم دینے والے بھی سوامی شردھانند ہی تھے۔ اور اس طرح انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کا مصداق بننے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ آخر اس کی صداقت پر مہر لگاتے ہوئے دنیا سے چل بسے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب اگر چاہیں۔ کہ غلط بیانیوں اور دھوکہ دہیوں سے اس کشف کی حقیقت کو مشتبہ کر دیں تو یہ ناممکن ہے ۔

شردھانند جی کابل میں!

کابل کے اخبار "امان افغان" (۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۵ھ) نے شردھانند جی کے قتل پر اظہار رنج و افسوس کے لئے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا جستہ جستہ ترجمہ بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ "زمیندار" (۱۲ فروری) نے اس کا جو حصہ شائع کیا ہے۔ اس میں "بہت متاسف" ہونے کا اظہار کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"شردھانند ایک بہت بڑے رہنما اور صاحب عزم بزرگ تھے۔ اور اس قسم کے لوگ خواہ وہ کیسے ہوں۔ کسی قوم یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ جمہور اقوام کے عقلاء کے نزدیک واجب الاحترام ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسی محترم شخصیت کی وفات بھی ہمارے دل کو صدمہ پہنچا رہی ہے۔ شردھانند کو ایک مسلمان نے قتل کیا لیکن یہ ایک ایسی حرکت ہے۔ جس کا حکم اسلام نے نہیں دیا"

یہ الفاظ اس حکومت کے اخبار کے ہیں۔ جو اپنی اسلام پرستی اور دینداری کا ثبوت دینے کے لئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ چند ایک بے گناہ اور معصوم احمدیوں کو سنگسار ایسی ظالمانہ اور بے رحمانہ سزا دے چکی ہے۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ حکومت افغان کے رگ و ریشہ میں اسلام کی محبت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق اور وقار و عظمت اسلام کا جوش بھرا ہوا ہے۔ مرتد ہیں۔ اور پھر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ اسلام جو لا اکراہ فی الدین دینی معاملات میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ کی تلقین کرتا ہے۔ اس میں مرتد کی سزا سنگساری ہی ہے۔ تو بتایا جائے۔ کہ ایک دو کو نہیں۔ سینکڑوں ہزاروں کو نہیں۔ بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو مرتد بنانے والا حکومت افغانان کا "بزرگ" اور "واجب الاحترام" کیونکر بن گیا۔ اور کیوں اس کے قتل پر اسے رنج و افسوس ہوا۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ اسلام جس نے افغانوں کی حکومت کو یہ سکھایا تھا۔ کہ احمدیوں کو مرتد قرار دے کر سنگسار کر دو۔ تا تمہارے لئے بہشت کے سارے دروازے کھل جائیں۔ اسی اسلام نے ایک مرتد گر اور مرتد ساز آریہ کے قتل پر کس طرح انہیں تلقین کی۔ کہ اسے اپنا بزرگ اور واجب الاحترام قرار دے لو ۔

ممکن ہے کوئی کہے۔ افغانوں کے اخبار کو شردھانند جی کی ان کوششوں کا علم ہی نہیں ہو گا۔ جو اسلام کے خلاف کی گئی ہیں۔ اس لئے اگر اس نے ان کو اپنا بزرگ قرار دے لیا۔ تو کیا حرج ہے لیکن یہ بھی درست نہیں ہے۔ اخبار مذکور کو شردھانند جی کے متعلق پورا علم ہے اور وہ ان کے حالات سے خوب آگاہ ہے چنانچہ اس نے اپنے مضمون میں یہ بھی لکھا ہے:۔

"سوامی شردھانند کی کوششوں سے دو سال کی مدت میں چار لاکھ مسلمان آریہ بن گئے"

اس قدر تعداد میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کا سہرا تو غالباً خود آریوں نے بھی شردھانند جی کے سر نہ باندھا ہو گا۔ مگر باوجود اس کے کابل میں شردھانند جی کی موت پر نہ صرف اظہار رنج و افسوس کیا گیا ہے بلکہ ان کی بزرگی کا بھی اعتراف کر لیا گیا ہے۔ یہ امر جہاں افغانوں کی مذہبی بے خبری کا ثبوت ہے۔ وہاں اس بات کی بھی علامت ہے۔ کہ احمدیوں کو کابل میں اس لئے سنگسار نہیں کیا گیا تھا کہ افغانوں کو اسلام نے یہ حکم دیا تھا۔ اور اسلام سے انہیں کچھ تعلق تھا بلکہ اپنی جہالت اور نادانی اور بے رحمی اور بداندیشی کے مذبح پر انہوں نے خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو چڑھا دیا۔ جس کا وبال ہمیشہ ان پر پڑتا رہیگا ۔

اسلام کی نشر و اشاعت کی دُھن

مولانا محمد علی صاحب اپنے ایک مضمون کے دوران میں جو ۱۰ فروری کے "ہمدرد" میں شائع ہوا لکھتے ہیں:۔

"تبلیغی مذہب والے کو اس چیز کے نشر و تبلیغ کی ایک دُھن ہوتی ہے۔ جس کو وہ سچ سمجھتا ہے۔ اس کی اشاعت اور تمام عالم کو اس کا قائل کرنے کی اسے ایک عجیب فکر ہوتی ہے۔ اور گو یہ ممکن ہے۔ کہ واقعتہً اس کا عقیدہ غلط ہو۔ اور اس کے پاس حق کا ایک شمہ برابر بھی نہ ہو۔ مگر میرے نزدیک یہ ممکن نہیں۔ کہ کسی کے پاس حق کا ایک شمہ برابر بھی ہو۔ اور اسے اس کے تمام عالم میں نشر و اشاعت کی دُھن نہ ہو۔ حق اور سچائی وہ غذا نہیں۔ کہ تنہا خوریاں ممکن ہوں۔ جس کے پاس حق ہو۔ اور وہی نہیں۔ بلکہ وہ بھی جو سمجھتا ہو کہ اس کے پاس حق ہے۔ وہ اس کا ذائقہ چکھتے ہی اور اپنے حلق سے اس کا ایک نوالہ اتارتے ہی چاہتا ہے کہ خود ہی اس غذا کو نہ کھائے۔ بلکہ ساری دنیا کو بھی کھلائے"

اگر مسلمان اور ان کی تمام انجمنیں ان الفاظ کو مد نظر رکھ کر یہ دیکھیں گی کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے کیا کر رہی ہے۔ ان کے اموال کا کتنا حصہ اسلام کی تبلیغ اور مخالفین اسلام کے اندفاع میں صرف ہوتا ہے۔ اور ان کے اوقات کا کتنا جزو اعلائے کلمۃ اللہ میں لگتا ہے۔ تو انہیں ماننا پڑیگا۔ کہ ان کے پاس حق کا ایک شمہ برابر بھی نہیں ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ انہیں تمام عالم میں اسلام کی نشر و اشاعت کی دھن نہیں ہے۔ ان کے مقابلہ میں ایک اکیلی جماعت احمدیہ ہے۔ جس کے مخالف نہ صرف تمام دیگر مذاہب ہیں بلکہ مسلمانوں کی انجمنیں بھی اس کے درپئے آزار رہتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ چھوٹی سی جماعت دن رات اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ کہ اسلام کی نعمت سے خود ہی مستفید نہ ہو۔ بلکہ ساری دنیا کو فائدہ اٹھانے کے قابل بنا وے۔ کیا بالفاظ مولانا یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے پاس حق ہے ۔

کیا ہندو آبائی دہرم پر ہیں؟

ہندو صاحبان جس معقول اور مدلل طریق سے اپنے مذہب کی صداقت کا مسلمانوں کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ اخبار "تیج" (۱۶ فروری) کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"اگر مسلمان اپنے بزرگوں کے دہرم پر آنا چاہتے ہیں تو وہ شوق سے آجائیں۔ یہ آپ کا آبائی دہرم ہے۔ اپنے پیٹ کا دہرم ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا اپنے پیٹ کا لڑکا۔ اگر اپنے پیٹ کا لڑکا خوبصورت یا پڑھا ہوا نہیں ہے۔ تو اسے چھوڑتے نہیں۔ بلکہ اپناتے ہیں"

اس معقولیت کے زمانہ میں اس قسم کے دلائل سے ہندو صاحبان مسلمانوں کو تو قائل نہیں کر سکیں گے البتہ ہندو ازم کی رہی سہی وقعت بھی کھو بیٹھینگے اگر دنیوی زندگی کے ہر پہلو میں تغیرات ہوتے چلے آئے ہیں اور خود اس زمانہ کے ہندو نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ لباس میں۔ خوراک میں معاد اس طرز رہائش میں اپنے آبا کے نقش قدم پر چل رہے ہیں تو عقل و فکر کو چھوڑ کر کسی مذہب پر صرف اس لئے جمے رہنا کہ وہ ہمارے آبا کا مذہب تھا کہاں کی دانشمندی ہے...... پھر ایسی صورت میں جبکہ نہ صرف اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ موجودہ ہندو ازم وہی ہے۔ جو ہندوؤں کے آبا کا تھا بلکہ اس کے خلاف پایا جاتا ہے۔ کیا ہندوؤں کے آبا بیواؤں کی شادیاں کرتے تھے۔ کیا وہ سمندر پار جانا مہا پاپ سمجھتے تھے کیا وہ اچھوت لوگوں کے سایہ تک سے پرہیز کرتے تھے گے؟ تو یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ اور پھر کہا جاتا ہے۔ ہم آبائی مذہب پر قائم ہیں ۔

مکالمہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۳ فروری بوقت عصر چند نوجوان گوردا سپور سے تشریف لائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے مختلف امور پر گفتگو کی۔ جس کا مفاد ذیل میں استفادہ عام کے لئے درج کیا جاتا ہے:۔

سوال:۔ کیا محکمہ کوآپریٹو سوسائٹیز کی ملازمت جائز ہے۔

جواب:۔ ہاں۔ میں اس محکمہ کو بہت مفید سمجھتا ہوں۔ گو اپنی جماعت کو بنکوں میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ ان میں سودی لین دین ہوتا ہے۔ لیکن ملازمت کو بہت مفید خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ اس محکمہ کے ملازمین کی یہ کوشش ہے کہ زمینداروں کو بھاری سود کے پنجہ سے نجات دلائیں۔ چونکہ سود حرام ہے۔ اس لئے بنکوں میں شامل ہونا میرے نزدیک جائز نہیں۔ ہاں اس شخص کو شامل ہونے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ جس پر پہلے ہی سود چڑھا ہوا ہو۔ اور جو دوسری جگہ بہت زیادہ شرح سے سود ادا کرتا ہو۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کسی کے کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہو۔ اور اسے اجازت دی جائے۔ کہ اگر صاف پانی نہیں ملتا۔ تو میلے پانی سے ہی دھو لو۔ تاکم از کم نجاست سے کپڑے صاف ہو جائیں۔ جو شخص پہلے ہی سود میں مبتلا ہے۔ اس کو اس میں شامل ہونے کی اجازت مل سکتی ہے۔ کیونکہ یہ تو خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس طرح آہستہ آہستہ سود کے پنجہ سے نکل آئے لیکن مہاجنی سود کے پنجہ سے نکلنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی

سوال:۔ کیا حضرت مرزا صاحب اپنی جائداد کسی کے نام ہبہ کر گئے ہیں؟

جواب:۔ حضرت صاحب کے پاس دو قسم کی جائداد تھی۔ ایک اس کی اپنی جدی جائداد اور ایک اس قسم کی جو سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔ آپ کی جدی جائداد تو ہم بھائیوں میں تقسیم ہو گئی اور سلسلہ کا مال خلیفہ کے ماتحت سلسلہ کے کاموں میں لگایا گیا

سوال:۔ حضرت ابوبکرؓ نے بی بی فاطمہ کو باغ فدک کے معاملہ میں فرمایا۔ کہ نبی کی وراثت نہیں ہوتی پھر یہاں کیسے وراثت اولاد کو ملی؟

جواب:۔ باغ فدک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدی جائداد نہیں تھا۔ بلکہ ملک اور حکومت کی جائداد تھی۔ وہ آپ کی ملکیت نہیں تھی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ تمام چیزیں بادشاہ کی ذاتی جائداد ہوتی ہیں۔ اس لئے باغ فدک جائداد کی طرح تقسیم ہونا چاہیئے تھا۔ تو پھر مکہ مدینہ بھی حضرت فاطمہ کو ملنا چاہیئے تھا۔ رسول اللہؐ کی ذاتی جائداد تو کوئی تھی ہی نہیں۔ مگر جو جائداد تھی۔ اس پر آپؐ کی زندگی میں ہی دوسرے قابض ہو چکے تھے۔ اور باغ فدک حکومت کا مال تھا۔ جو اولاد کو نہیں مل سکتا تھا۔

سوال:۔ حضرت فاطمہ اس اصول کو کیوں بھول گئیں۔ اگر یہی بات تھی کہ وہ باغ حکومت کا مال تھا۔ تو پھر یہ کہنا پڑے گا۔ کہ حضرت فاطمہ نے اس باغ کا مطالبہ کرنے میں غلطی کی۔ کیا ان کی طرف غلطی منسوب کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ اگر حضرت فاطمہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ باغ رسول کریمؐ کی ذاتی جائداد ہے۔ اور اس وجہ سے انہوں نے مطالبہ کیا۔ تو کیا حرج ہے۔ یہ ان کا اجتہاد تھا۔ اور اجتہاد ایسے معاملات میں چل سکتا ہے۔ بڑے بڑے آدمی اجتہاد میں غلطی کر جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء سے بھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جا رہے تھے۔ کہ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا۔ کھجور کو پیوند لگا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا پیوند کیوں لگاتے ہو۔ یہ سن کر انہوں نے پیوند لگانا چھوڑ دیا۔ فصل پر جب کھجوریں نہ ہوئیں تو انہوں نے رسول اللہؐ سے عرض کی۔ کہ حضور ہم نے آپ کے کہنے پر پیوند لگانا چھوڑ دیا تھا اور کھجوریں نہیں لگیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے پوچھا تھا۔ کہ پیوند لگانے کی کیا وجہ ہے۔ کیوں لگاتے ہو۔ ورنہ میں زمیندار تھوڑا ہی ہوں۔ کہ اس بارے میں کوئی رائے دیتا۔ چونکہ آیا ہے۔ کہ جو اس قسم کا مال ہو۔ جس پر زیادہ فوج نہ لے جائی گئی ہو۔ اور جو بغیر لڑائی حاصل ہو گیا ہو۔ وہ فوج میں تقسیم نہ ہو گا۔ بادشاہ کی ملکیت ہو گا۔ اس سے بعض نے یہ سمجھ لیا۔ کہ وہ بادشاہ کی ذاتی جائداد ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ وہ حکومت کا مال ہوتا ہے۔ حکومت جہاں مناسب سمجھے اسے صرف کر سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں باغ فدک کو حکومت کا مال ہی سمجھا۔

سوال:۔ باغ فدک کے ذاتی جائداد ہونے کے متعلق خود حسنین نے شہادت دی تھی؟

جواب:۔ حسنینؓ کی عمر تو رسول اللہؐ کی زندگی میں بہت چھوٹی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نماز میں سجدہ کرتے تو وہ آپؐ کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے تھے۔ اور آپ انتظار میں رہتے تھے۔ کہ وہ اتریں تو آپ سجدہ سے اٹھیں اس سے سمجھ لیں۔ کہ کیا ان کی عمر اتنی تھی۔ کہ شہادت دے سکیں اور جس معاملہ کے متعلق ان کی شہادت بیان کی جاتی ہے۔ اس کے سمجھنے کی اہلیت تھی۔

سوال:۔ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب:۔ وہی شرائط ہیں جو اسلام کی ہیں۔

سوال:۔ پھر آپ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ بات یہ ہے۔ کہ شریعت تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہو گئی ہے۔ اس لئے شریعت کو پورا کرنے کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں لوگوں نے غلط عقائد پیدا کر لئے ہیں۔ ان کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک نبی بھیجا۔ جب لوگ شریعت کے حقیقی معنوں سے دور جا پڑے۔ اور غلط مفہوم مولویوں کے بتلانے سے اختیار کر بیٹھے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نبی مبعوث کیا تا وہ شریعت کے صحیح مفہوم سے لوگوں کو آگاہ کرے۔ اور جو نقائص اس میں داخل کئے گئے ہیں۔ ان کو دور کرے۔ پس ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لئے وہی باتیں ہیں جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ خدا ایک ہے۔ اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ہر زمانہ میں اللہ تعالےٰ نبی بھیجتا ہے۔

سوال:۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو ریفارمر ماننے کے لئے تیار ہیں۔

جواب:۔ حضرت مرزا صاحب خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے اور عربی زبان میں مبعوث ہونے والے شخص کو نبی و رسول کہتے ہیں۔ ریفارمر تو آپ لوگ گاندھی جی کو بھی مانتے رہے ہیں۔ اتنا ماننا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ حضرت مرزا صاحب اس وقت مبعوث ہوئے جب مولویوں نے اسلام کی صحیح تعلیم کو بگاڑ دیا۔ اور اس کا مشاہدہ نہ رہا۔ اور جب مشاہدہ نہ رہا۔ تو ایمان بھی اسلام پر سے اٹھ گیا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی بعثت کی یہی غرض بتائی۔ کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ تا زندہ نشانات دکھا کر خدا کی محبت دلوں میں بٹھاؤں۔ اور اسلام کی سچائی ظاہر کروں۔ اور یہ ثابت کر دوں۔ کہ ہر زمانہ میں اسلام کی تعلیم صحیح ہے۔ دنیا میں علوم خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائیں۔ وہ اس کی تعلیم کو غلط نہیں ثابت کر سکتے۔ بلکہ علوم کی روشنی میں اس کی تعلیم زیادہ صحیح ثابت ہو گی۔

سوال:۔ کیا مرزا صاحب امام مہدی بھی تھے؟

جواب:۔ مہدی کوئی عہدہ نہیں۔ یہ تو ایک خصوصیت ہے۔ اصل عہدہ تو آپ کا یہ ہے۔ کہ آپ نبی اور رسول ہیں۔ اس نبی کی اس زمانہ کے لحاظ سے ایک خصوصیت یہ ہو گی۔ کہ وہ مہدی ہو گا۔ جہاں اور کئی ایک اس کی خصوصیات ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی ہے۔ کہ مہدی بھی ہو گا۔ دیکھئے قرآن کریم میں پیشگوئی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالےٰ ایسے سامان پیدا کرے گا۔ کہ سب کو اسلام میں اکٹھا کرے گا۔ اب ایک طرف یہ پیشگوئی ہے۔ اور دوسری طرف اس وقت قوموں میں باہمی ضد بہت بڑھی ہوئی ہے۔ پھر کس طرح یہ پیشگوئی پوری ہو گی۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ سامان کیا ہے۔ کہ ہر مذہب میں ایک آنے والے کی پیشگوئی ہے ۔ یہ دراصل ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں۔ تا کہ لوگ اپنے تعلق کی وجہ سے اسے مان سکیں۔ اور اس کے ماننے میں کوئی ضد حائل

نہ ہو۔ چنانچہ مسیحیوں میں مسیح۔ ہندوؤں میں کرشن اور مسلمانوں میں مہدی کے نام سے آنے والے کی پیشگوئی ہے جو درحقیقت ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ اور وقت اور زمانہ بھی ایک ہی ہے اب جب سب قومیں اسے مانیں گی۔ تو وہ یہی فیصلہ کرے گا۔ کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ اس طرح سب قوموں کو اسلام پر جمع کرے گا۔

سوال: ابھی تک تو تمام قوموں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور نہ تمام مذاہب اسلام پر جمع ہوئے۔

جواب: دیکھئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی پیشگوئی تھی۔ کہ آپ کو سب قومیں مانیں گی۔ اور اسلام کا سب دنیا پر غلبہ ہوگا۔ اس کے پورا ہونے میں کتنا عرصہ لگ رہا ہے۔ آخر ہر چیز کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے ہر کام کے لئے وقت رکھے ہوئے ہیں۔ آخر بچہ بھی تو نو ماہ کے بعد ہی خدا پیدا کرتا ہے۔

سوال: کیا مرزا صاحب امام مہدی ہیں؟

جواب: ہاں۔ وہ امام مہدی جو حضرت عیسےٰ کے وقت آنا تھا۔ وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔

سوال: رسول کریمؐ خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد کیونکر کوئی نبی آسکتا ہے؟

جواب: خاتم النبیین میں خاتم بمعنی مہر ہے۔ زبر کے ساتھ خاتم کے معنے مہر کے ہیں۔ اختتام کے نہیں۔ اور مہر تصدیق کے لئے ہوتی ہے۔ مثلاً عدالت میں مجسٹریٹ کاغذ پر مہر لگاتا ہے۔ جس کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ تصدیق کرتا ہے۔ یہ حکم اس کی طرف سے ہے۔ اسی طرح رسول کریمؐ انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں۔ جب تک آپ کسی نبی کی تصدیق نہ کریں۔ تب تک اس کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تصدیق نہ کریں کہ حضرت عیسےٰؑ نبی ہیں۔ تو کیا آپ انہیں ان کے وہ حالات دیکھتے ہوئے جو انجیلوں میں لکھے ہیں کبھی نبی مان سکتے تھے یا حضرت لوطؑ کو نبی مان سکتے تھے۔ جن کے متعلق بائبل میں آتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی لڑکیوں سے بدکاری کی۔ ہم تو ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے مانتے ہیں۔ کہ نبی تھے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام زندگی ہمارے سامنے ہے۔ اور آپ کی کوئی حالت ہم سے مخفی نہیں۔ آپ کے پانی پینے کھانا کھانے تک کے حالات معلوم ہیں۔ پس حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھلے نبیوں کی بھی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آئندہ بھی اگر کوئی نبی آئے گا۔ تو انہیں کے اصول کے مطابق مانیں گے۔

سوال: کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے؟

جواب: ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔ اگر یہ خیال ہے۔ کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ رسول بھی آتے رہیں گے۔ جب تک بیماری ہے۔ تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔ اگر یہ مانیں کہ کفر تو دنیا میں موجود ہوگا۔ لیکن ہدایت کا سامان نہ ہوگا۔ تو پھر بجائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان ماننے کے آپؐ کی طرف ظلم منسوب ہوگا۔ کہ آپؐ نے ہدایت کا راستہ بند کر دیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ ان کی رحمت تو تمام زبانوں اور تمام قوموں پر وسیع ہے۔ لیکن اگر یہ مانا جائے۔ کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ تو اس صورت میں آپ رحمۃ للعالمین نہیں ٹھیریں گے۔

سوال: مرزا صاحب کو کس کس زبان میں الہام ہوئے۔

جواب: انگریزی عربی فارسی عبرانی اردو سنسکرت زبانوں میں الہام ہوئے۔

سوال: نبی کو تو اپنی قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ آتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کو ایسی مختلف زبانوں میں الہام ہوا۔ جو آپ کی قوم کی زبانیں نہ تھیں؟

جواب: وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ میں یہ نہیں فرمایا گیا۔ کہ ہم نبی پر غیر زبان میں الہام نہیں کرتے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ نبی اپنی قوم میں اسی کی زبان میں تعلیم دیتا ہے۔ یعنی جس ملک میں نبی بھیجا جاتا ہے۔ اسی کی زبان میں نبی کلام کرتا ہے۔ تا اس کے پہلے مخاطب جو اس کے ملک کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اور دوسروں کو سمجھانے کا ذریعہ بن سکیں۔ پس اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ کوئی رسول نہیں ہم نے بھیجا۔ مگر وہ اسی زبان میں بولتا تھا جو اس کی قوم کی زبان تھی۔ لیکن اگر آپ کے معنے لئے جائیں۔ کہ نبی کو اپنی قوم کی زبان کے سوا کسی زبان میں الہام نہیں ہوتا۔ تو پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رسول نہیں ہونگے کیونکہ آپ تمام دنیا کی طرف آئے تھے۔ اور ساری دنیا کے لوگ آپ کی قوم تھے۔ لیکن قرآن صرف عربی زبان میں اترا۔ دوسرے لوگوں کی زبانوں میں نہ اترا۔ آپ کے مفہوم کے مطابق تو چاہیئے تھا۔ کہ تمام زبانوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الہام ہوتا۔ اور آیت میں ما ارسلنا کی بجائے ما اوحینا چاہیئے تھا۔ باقی حضرت مسیح موعودؑ کو جو مختلف زبانوں میں الہام ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ ساری دنیا کے لئے رسول ہو کر آئے تھے۔ آپ کو عبرانی میں الہام ہوا۔ اس لئے کہ آپ مثیل مسیح تھے۔ پھر اس ملک کی موجودہ زمانہ میں پنجابی زبان ہے۔ اس لئے پنجابی میں الہام ہوا۔ ہمارے ملک کی علمی زبان اردو ہے۔ اس لئے اردو میں بھی الہام ہوا۔ اور ہماری مذہبی زبان عربی ہے۔ اس لئے عربی میں بھی آپؐ کو الہام ہوا۔ اور فارسی زبان میں بھی الہام ہوا۔ کیونکہ آپ فارسی النسل تھے۔ اور انگریزی زبان میں بھی الہام ہوا۔ کہ اس ملک کی حکومت کی زبان انگریزی ہے۔ چونکہ آپؐ ان پہلوؤں کے لحاظ سے اس ملک کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اور ان تمام قوموں کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے ان تمام زبانوں میں آپ کو الہام ہوا۔

سوال: اس قاعدہ کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کل زبانوں میں الہام ہونا چاہیئے تھا؟

جواب: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اشاعت کا زمانہ نہیں تھا۔ اس لئے اس وقت کل زبانوں میں الہام کی ضرورت نہ تھی۔ ساری دنیا پر اسلام کا غالب آنا اس زمانہ کے لئے مخصوص تھا۔ قرآن کریم میں سورہ جمعہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں بیان کی ہیں۔ اور آپ کی دوسری بعثت آخری زمانہ میں بتائی ہے۔ صحابہ نے جب آپ سے پوچھا آخری زمانہ میں وہ کون لوگ ہونگے۔ تو رسول اللہ نے سلمان فارسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا من ھٰؤلاء۔ کہ ان لوگوں میں سے ہوں گے۔

سوال: کیا کوئی اور نبی بھی آسکتا ہے؟

جواب: ہم خدا کی طاقت کو محدود نہیں کر سکتے۔ اگر وہ نبی بھیجنا چاہے تو بھیج سکتا ہے۔

سوال: ہمیں یہی کہنا چاہیئے۔ کہ ہمیں کوئی پتہ نہیں۔ کہ نبی آئے گا یا نہیں؟

جواب: یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ابھی زمانہ میں اور بھی تباہیاں آنے والی ہیں۔ جب اور تباہیاں آنے والی ہیں۔ تو اور نبی کی بھی ضرورت ہوگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہونگے مہدی کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی مہدی ہونگے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔

سوال: کیا مذہب میں قیاس جائز ہے؟

جواب: شریعت اور چیز ہے اور فطرت اور چیز ہے۔ جو معاملہ فطرت کے متعلق ہے۔ اسے فطرت پر ہی رکھنا چاہیئے اگر آپ یہ خیال نہیں کر سکتے۔ کہ آئندہ کوئی نبی آئے۔ تو اسے چھوڑ دیجئے۔ اس زمانہ میں جو نبی آیا ہے۔ آپ اس کو تو مانیں جو چیز ابھی موجود نہیں۔ اس کے متعلق کیا جھگڑا کرنا ہے۔ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ پہلے اس کے متعلق فیصلہ کریں۔

سوال: آپ دعا فرمائیں۔ کہ ہم کو اللہ تعالےٰ صحیح راستہ پر

قائم کرے۔

جواب:۔ ہاں میں دعا کروں گا۔ آپ بھی بار بار یہاں آتے رہیں۔

سوال۔ کیا شیعہ بھی احمدی ہوئے ہیں۔

جواب:۔ ہاں کئی شیعہ بھی ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور وہ شیعہ بھی معمولی شیعہ نہیں تھے۔ کٹر شیعہ تھے۔ مثلاً ہمارے نواب محمد علی خان صاحب۔ خادم حسین صاحب شیعوں میں خاص آدمی تھے۔ اور مرثیہ گو تھے۔

سوال۔ کیا میں شیعہ خیالات رکھتے ہوئے احمدی ہو سکتا ہوں۔

جواب:۔ اگر آپ حضرت علی رضؓ کو باقی خلفاء سے افضل سمجھیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر حضرت ابوبکر رضؓ یا حضرت عمر رضؓ یا حضرت عثمان رضؓ کو غاصب سمجھیں۔ تو یہ ناجائز ہوگا۔ جزئیات میں تو ایک حد تک اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اصول میں اختلاف رکھتے ہوئے احمدی نہیں ہو سکتے۔ فروعات میں صحابہ کے درمیان بھی اختلاف تھا۔ اصل بنیاد یہ ہے کہ اصول میں اتحاد ہو۔ اور ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ کوئی شخص محض فروعات میں اختلاف کے باعث خدمت اسلام سے محروم رہے۔ کیونکہ اصل چیز جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ آئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک جماعت کے ذریعہ انتظام کے ساتھ اسلام کو غالب کریں۔ اور ہر شخص جو اس سلسلہ میں داخل ہو۔ اس کا یہ فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ ملکر اس مقصد کو پورا کرے۔ (باقی)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور شیخ بہاء اللہ

اہلحدیث ۱۴ر جنوری ۱۹۲۷ء میں ایک شخص بریلی سے حسب ذیل سوال کرتے ہیں:۔

"شیخ بہاء اللہ عرب و شام میں عرصہ سے مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے۔ ان کی زندگی ہی میں ان کے بعد مرزا صاحب نے دعویٰ کر دیا۔ پھر ۱۸۹۲ء میں شیخ بہاء اللہ فوت ہو گئے۔ اور مرزا صاحب کئی سال زندہ رہے تو آپ ان کے مقابلہ پر مرزا صاحب کو مسیلمہ سمجھنے میں کونسی وجہ مانع ہے؟ ... میں ایسے سوالات کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ جہاں مرزا صاحب کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں شیخ بہاء اللہ ضرور یاد آجاتے ہیں"

(۱) اگر محض آگے پیچھے دعویدار ہونے سے مسیلمہ کذاب ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ تو کیا معلوم نہیں۔ کہ شیخ بہاء اللہ سے پہلے اور بھی بہت سے کاذب مدعی ہو گذرے ہیں۔ پھر آپ کو شیخ بہاء اللہ کے مسیلمہ ماننے میں کونسی وجہ مانع ہے؟ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

(۲) مسیلمہ کذاب کا مقصد تخریب اسلام تھا۔ اس نے نمازوں میں کمی کر دی تھی وغیرہ وغیرہ۔ شیخ بہاء اللہ کا بھی وحید مدعا تخریب اسلام تھا۔ اسی بناء پر انہوں نے بھی شریعت اسلامیہ میں بے حد تحریف شروع کر دی۔ بلکہ شریعت جدیدہ کے مدعی ہو گئے۔ اور قرآن پاک جیسی اکمل ترین کتاب کو منسوخ قرار دے دیا۔ نمازیں بھی کم کر دیں۔ غرضکہ مشابہت کا کوئی پہلو اٹھا نہ رکھا۔ پھر نہ معلوم آپ کو شیخ بہاء اللہ کے مسیلمہ ماننے میں کیا عذر ہے۔ جبکہ نام افعال کی مشابہت سے ہی ہوا کرتے ہیں۔

(۳) شیخ بہاء اللہ کا پہلے ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اخبار نبویہ میں بصراحت مذکور ہے۔ کہ "الدجال" "المسیح الموعود" کے نزول سے پیشتر ہی دنیا میں فتنہ پردازی شروع کریگا۔ بعد ازاں مسیح موعود تشریف لائینگے۔ اور اس دجالی طلسم کو پاش پاش کر دینگے۔ اور عجیب بات ہے۔ کہ اس دجال کے لئے جو مقام بتایا گیا ہے۔ وہی شیخ بہاء اللہ کا علاقہ ہے۔ اور دعویٰ بھی وہی ہے۔ یعنی دعویٰ الوہیت۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔ لا الہ الا انا المسجون الغریب (کتاب مبین صفحہ ۲۸) کہ بجز میرے جو قید خانہ میں پڑا ہوں۔ اور کوئی معبود نہیں۔ پھر یہ بھی ضرور تھا۔ کہ جس طرح نور کے وجود سے ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی مسیح پاک کے نورانی وجود سے بہائی ظلمت بلکہ اس کا منبع ہی دور ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ادہر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے دعویٰ مسیحیت فرمایا۔ اور ادہر جعلی مدعی المسیح الدجال کا چراغ بجھ گیا اور وہ خود ملک عدم کو چل بسا۔ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اس کی طرف حدیث میں بھی اشارہ تھا۔ یذوب کما یذوب الملح۔ کہ جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ ویسے ہی دجال پگھل جائیگا۔ سو پگھلنے والا الدجال ثابت ہوا۔

خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندہری قادیان

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا اور دنیا کے سب اشغال اللہ سے غافل کرنے کا موجب ہیں۔ مگر ہاں جو اللہ کا ذکر کرے۔ اور اس سے محبت رکھے۔ اور جو علم سکھاوے۔ اور جو علم سیکھے (یہ امور بے شک موجب لعنت نہیں)

(ترمذی)

"آریہ گزٹ" کی ہٹ دھرمی

پچھلے دنوں سیکرٹری صاحب آریہ سماج سانبہ نے واقعی سچ لکھا تھا کہ:۔

"آریہ سماج کے اخبار اور اُپدیشک اس وقت پرچار کا کام نہیں کر رہے۔ بلکہ منافرت پھیلانے کا"

(آریہ گزٹ - ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء)

کیونکہ ان دنوں آریہ سماج کے جس اخبار اور جس پرچہ کو اٹھا کر دیکھا جائے وہ اس بیان کی پوری پوری تصدیق کریگا۔ ان میں کہیں مسلمانوں کو گالیاں دی جا رہی ہیں۔ کہیں مسلمان بادشاہوں کے فرضی مظالم بیان کر کے ان پر سب وشتم کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ کہیں بزرگان اسلام پر رکیک سے رکیک اور ناواجب سے ناواجب حملے کئے جاتے ہیں اور حالات کی نزاکت کو ذرا بھی خیال میں نہ لاتے ہوئے اپنی شرپسند تحریروں سے ملک کے امن کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

مگر سمجھائے کون؟ اس وقت تو ان کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر کوئی ان کی بدعنوانیوں پر ذرا توجہ بھی دلائے۔ تو فوراً اسی کو متہم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کی تازہ مثال "آریہ گزٹ" کا وہ مضمون ہے، جو بعنوان "احمدی تہذیب کے کرشمے" شائع ہوا ہے۔ اور جس میں اس مضمون پر واویلا کیا گیا ہے۔ جو زیر عنوان "آریہ گزٹ کی بلا وجہ بدگوئی" الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں نکلا ہے۔ خیال تو یہ تھا۔ کہ ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ اپنے ناروا اور دل آزار الفاظ پر اظہار پشیمانی کرینگے۔ اور آئندہ کے لئے ایسی ناگوار روش کو بھی چھوڑ دینگے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے بجائے اپنی غلطی کا اقرار کرنے کے اور بھی تیزی دکھائی ہے۔ اور الٹا ہمیں ملزم بنا رہے ہیں۔

کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ ہم نے اگر امر واقع کا اظہار کرتے ہوئے بے ہودہ سرائی وغیرہ دو ایک لفظ لکھ دیئے۔ تو ان سے جناب مدیر آریہ گزٹ کو تکلیف ہوئی۔ مگر ان جگر خراش اور قلب فگار فقرات کو دیکھتے ہوئے انہیں خیال تک نہ آیا۔ کہ ان سے امن پسند احمدیوں کے دل کس قدر مجروح ہوئے ہونگے۔ جو کہ ان کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کہے گئے۔

ایڈیٹر صاحب! ذرا سوچئے تو۔ ہمارے سینہ میں بھی دل ہے جو اس قسم کے سب وشتم سے دکھتا ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ کچھ گندے سے گندے الفاظ لکھ جائیں۔ اور ہم اس پر بالکل ہی چپ سادھے رہیں۔ آخر

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت ✻ درد سے بھر نہ آئے کیوں

مدیر "آریہ گزٹ" فرماتے ہیں:۔

"ہو ہم گالیاں دینا شریفوں کا کام نہیں سمجھتے"

ہاں صاحب! درست فرمایا۔ مگر ذرا یہ بھی تو فرما دیا ہوتا۔ کہ آپ کے قلم سے نکلے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ "گالیاں" ہیں یا نہیں؟

"یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ کہ مرزا غلام احمد سیالکوٹی (؟) ایک تیاگی مہاتما تھا۔ یا اسے یوگ سدھیاں حاصل تھیں۔ یا اس کے اندر سے اہنکار کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ وہ ایک معمولی دنیادار کی طرح جیا۔ اور دنیادار ہی مرا۔ وہ ایک معمولی انسان کی طرح لڑتا رہا اور نفسانی جذبات سے اوپر نہ اٹھ سکا"

اگر یہ گالیاں نہیں۔ تو کیا ہم انہی الفاظ کو سوامی دیانند جی مہاراج کی شان میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اس سے آپ کو تکلیف تو نہ ہوگی؟ اگر فرمائیں۔ کہ ہوگی۔ تو پھر بندہ پرور! یہی حال دوسروں کا سمجھ لیجئے۔ جب آپ کا نازک دل اس قسم کے فقرات شری سوامی جی مہاراج کے متعلق سننا گوارا نہیں کرتا۔ تو کیا احمدی ہی ایسا پتھر دل رکھتے ہیں۔ کہ وہ آپ کے سب و شتم کو محسوس نہ کریں گے۔ اس وقت تو آپ کی پوزیشن عجیب قسم کی ہو رہی ہے۔ کہ آپ سختی کریں۔ ہم صرف توجہ ہی دلائیں۔ تو آپ کے نزدیک ہم بدزبان ٹھہریں۔ عجیب انصاف ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ ظلم بھی کرتے ہیں۔ تو چرچا نہیں ہوتا

پھر ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ لکھتے ہیں۔ کہ احمدیوں کے پوسٹر میں "سوامی شردھانند پر توہین اور گالیاں دینے کا الزام دبے الفاظ میں لگایا گیا" اس کے متعلق بھی سن لیجئے آپ ہی کے مہاتما گاندھی نے فرمایا تھا۔

"سوامی شردھانند جی پر بھی اعتماد نہیں کیا جاتا۔ میں جانتا ہوں۔ اکثر ان کی تقریریں اشتعال انگیز ہوتی ہیں"

(بحوالہ ینگ انڈیا۔ اخبار مدینہ بجنور ۹ جون ۱۹۲۴ء)

اگر ایڈیٹر صاحب کو کسی تازہ سند کی ضرورت ہو تو پنڈت دھرم دیو کرم چند صاحب ایم اے سوہنی آسام کی مفصل تحریر ہیں کا صرف ایک فقرہ پڑھ لیں۔ صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

"سوامی شردھانند جی عرصہ سے نہایت بے باکانہ اسلام اور بانئ اسلام کے متعلق سخت الفاظ استعمال کر رہے تھے اور ان کے گورو کل کے نکلے ہوئے اپدیشک تو بالکل بے لگام ہی ہوتے ہیں" (ملاپ دہلی۔ یکم فروری ۱۹۲۷ء)

اب فرمائیے! احمدیوں کے پوسٹر میں جو بات دبی زبان سے کہی گئی۔ وہی بات خود آپ کے ہم قوم بزرگوں نے بیانگ دہل نہیں کہہ دی؟ پس یہ امر واقعہ کا اظہار ہے۔ بدتہذیبی نہیں ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

باقی رہا جناب ایڈیٹر صاحب کا کتاب "انیسویں صدی کا مہرشی" میں سے چند بے جوڑ الفاظ لکھ کر یہ کہنا کہ دیکھو یہ ہیں "احمدی تہذیب کے چند نمونے" تو اس کے متعلق بھی ہم آپ کو بتلا دیں آپ نے جس قدر الفاظ نقل کئے ہیں۔ وہ دشنام دہی نہیں بلکہ امر واقع کا اظہار ہیں۔ جیسا کہ سیاق سباق کو ملا کر پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اس پر کچھ اپنی طرف سے بطور ڈیفنس کہنا بھی تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ آپ کے نقل کردہ الفاظ کا جواب تو خود اس "انیسویں صدی کا مہرشی" کے صفحہ ۷۰ تا ۷۹ میں واضح طور پر دیدیا گیا ہوا ہے۔ کیا جناب ایڈیٹر صاحب نے محولہ بالا صفحات کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ اگر ان کے پڑھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ تو براہ کرم اب ضرور پڑھ لیں۔ تا مندرجہ ذیل شعر کی حقیقت ان پر واقع ہو جائے ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی شردھانند جی کے متعلق

میرے ایک آریہ وکیل دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب برکات الدعا میں سے عبارت زیر عنوان "لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر" پڑھ کر مجھ سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ اشتہار دکھائے۔ جس میں سوامی شردھانند صاحب یا لالہ منشی رام صاحب کا نام چند آدمیوں میں ہو۔ کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں"

پس جب مرزا صاحب کے کسی اشتہار میں لالہ منشی رام صاحب یعنی سوامی شردھانند صاحب کا نام نہیں۔ تو وہ اس پیشگوئی کے مصداق بھی قرار نہیں دئے جا سکتے۔

میں نے اپنے دوست کو جواب دیا۔ کہ باوجود تلاش کے مجھے کوئی ایسا اشتہار نہیں ملا۔ اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ "یقینی طور پر یاد رہا ہے" والی بات بھی عالم کشف کی تفہیم ہے۔ نہ کہ اس عالم کشف سے پہلے کسی اشتہار کا بیان ہے۔ جس کا خارج میں کوئی وجود ہو۔ چونکہ میرے دوست نے اپنے اس اعتراض کو اپنی کسی اخبار میں شائع کرنے کے واسطے بھیجدینے کا میرے روبرو اظہار کیا۔

اس لئے میں اپنے مذکورہ بالا جواب کی تائید میں حضرت مسیح موعود کا اپنا بیان اسی پیشگوئی کی اسی عبارت کے متعلق پیش کرتا ہوں حضور نے رسالہ استفتاء اردو مطبوعہ ۱۷ر مئی ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۱۴ میں "لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر" جلی قلم سے لکھ کر کشف زیر بحث مندرجہ برکات الدعا نقل فرماتے ہوئے خود ہی خطوط وحدانی میں اپنی اس تفہیم کا ذکر فرما دیا ہے۔ حضور لکھتے ہیں:۔

"لیکھرام کہاں ہے۔ اور ایک اور شخص کا نام لیا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت سمجھا۔ کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں رہا۔ کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے (یعنی عالم کشف میں دل میں گذرا ہے) کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں (یعنی ایسا شخص جو موت کی پیشگوئی کے اشتہار کا نشانہ ہو گیا ہے۔ جس کی نسبت موت کا اشتہار ہو چکا ہے) اور یوم یکشنبہ کا دن اور چار بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک فقط"

حضور کے فقرات مندرجہ خطوط وحدانی سے صاف ظاہر ہے کہ اشتہار والا فقرہ عالم کشف میں دل میں گذرا۔ نہ کہ اس اشتہار کا وجود پہلے خارج میں بھی پایا جاتا تھا۔ کیونکہ بسا اوقات عالم کشف اور عالم رؤیا میں ایک چیز دیکھی جاتی ہے۔ مگر اس کا وجود خارج میں کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ کشف یا رؤیا تعبیر طلب ہوتا ہے اس کے معنے بیان کئے جاتے ہیں۔ جن کی واقعات بعد ازاں تصدیق کر دیتے ہیں۔ مگر اس جگہ یہ معاملہ بھی نہیں۔ عالم کشف میں اشتہار نظر نہیں آیا۔ بلکہ اشتہار والے فقرہ کا عالم کشف میں دل میں گذرنے کا صاف طور پر بیان ہے۔ جس کی تشریح بھی حضور نے خود ہی بیان کر دی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تفہیم اور تشریح کے بعد کسی کا اس اشتہار کے دیکھنے کا مطالبہ کرنا ایسا ہی عبث ہے۔ جیسے کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے۔ کل رات آپ نے جو خواب دیکھا ہے۔ وہ مجھے بھی دکھایئے۔

عاجز غلام احمد فرخ ایڈووکیٹ پاکپٹن

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں خدا کے راستہ میں مارا جاؤں۔ تو میں کہاں ہوں گا آپ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس نے وہ کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھینک دیں۔ پھر لڑائی میں شریک ہو گیا اور مارا گیا (مسلم)

اقتباسات

مسلم عیسائی اتحاد کی ضرورت آریوں کے مقابلہ میں

"ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند جی نے مسیحیت و اسلام کی بابت جو کفر گوئی کی ہے۔ وہ ہمارے دوستوں کے لئے کچھ ایسا قانون خصوصی بن گئی ہے۔ کہ آریہ صاحبان اسی کفر گوئی کے ڈنڈے سے مسیحیوں اور مسلموں کو پیٹنا اپنا کرم دھرم بنا بیٹھے ہیں۔ شدھی کے اس طرز عمل نے انہیں اور بھی مسیحیت و اسلام کے خلاف زہر اگلنے پر دلیر بنا دیا ہے۔ سوامی شردھانند کے قتل ہونے کے بعد سے انہوں نے اور بھی اپنی روش کو مسیحیوں اور مسلمانوں کے لئے زیادہ ضرر رساں بنانے کی کوشش کی ہے ابھی تھوڑے دن گذرے ہیں کہ ہمعصر آریہ گزٹ لاہور نے "کنواری کے لڑکا" کے عنوان سے ایک دلشکن مضمون نکالا جس کا ذکر بیشتر نور افشاں میں ہو چکا ہے۔ دوسرے اخبارات نے خصوصاً پرتاپ اور ملاپ نے کچھ ایسے مضامین نکال دیئے۔ جن سے مسلم پبلک کے احساسات کو سخت صدمہ پہنچا۔ جس پر ۲۳ جنوری کے روز لاہور کی مسلم پبلک نے جلسہ عام کر کے اخبارات مذکورہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ گو ہمیں سوامی شردھانند کے قتل ہونے کا سخت افسوس ہے۔ اور ہم اس معاملہ میں آریہ دوستوں سے کمال ہمدردی کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہمیں مسلم احساسات کے زخمی ہونے کی وجہ سے ان سے بھی ہمدردی ہے۔ "مسیحی اور مسلم ایک باپ کی نسل ہیں۔ ان کے مذاہب وعقائد کا سرچشمہ واحد ہے۔ ان کی کتب مذہبی ایک ہیں۔ ان کے انبیاء ایک ہیں۔ ان کا خدا ایک ہے۔ ان میں صرف فروعات کا اختلاف ہے۔ اس وجہ سے جب آریہ دوست کھلم کھلا اسلام کے مقبولات کے خلاف لکھتے ہیں۔ جس سے مسلم پبلک کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ تو غریب مسیحیوں کے دل بھی زخمی ہوتے ہیں۔ اور جب آریہ دوست مسیحیت کی توہین میں قلم اٹھاتے ہیں۔ تو اس سے نہ صرف مسیحیوں کے ہی جذبات زخمی کئے جاتے ہیں۔ بلکہ واجب التعظیم مسلم پبلک کے جذبات بھی زخمی کئے جاتے ہیں۔ مسیحی تو "ظالم کا مقابلہ نہ کر" کے حکم کے ماتحت صبر کر سکتے ہیں۔ مگر مسلم پبلک ایسے امور میں مختار ہے وہ مسیحیت و اسلام کی توہین آریہ دوستوں کی جانب سے سن نہیں سکتی ہے۔

ہندو آریہ اصحاب کے طرز عمل نے ہم مسیحیوں کو بھی مجبور کر دیا ہے۔ کہ مسیحی اور مسلم کم از کم ہندو آریہ صاحبان کے مقابلہ میں اپنے جملہ باہمی اختلافوں کو چھوڑ کر ایک ہو رہیں۔ مسیحی اور مسلم ایک دوسرے کے خلاف قلم چلانے کو بالکل ترک کریں۔ کیونکہ ہماری باہمی مکاذبت کی تحریرات سے ایک تیسری مخالف پارٹی زور پکڑتی ہے۔ وہ ہماری ہی تحریرات کو مسیحیت و اسلام کے خلاف استعمال کر کے مسیحیت و اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ لہذا ہم مسیحیوں اور مسلموں سے بزور درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لکھنا بالکل بند کر دیں۔ اور جو ہمارے آپس کے اختلافات ہیں۔ ہم انہیں کسی اور احسن طریق سے مٹانے کی فکر کریں۔ ہم اپنی باہمی مخالفت و مکاذبت سے ہندو آریوں کے ہاتھ مضبوط کرنے سے باز آئیں۔ کیونکہ انہوں نے صرف مسیحیت و اسلام کو ہی اپنا دشمن سمجھا ہے۔ اسی وجہ سے وہ انہیں پاک مذاہب کے ماننے والوں کو ہند سے مٹانا چاہتے ہیں۔ کیا ہمارے مسیحی اور مسلم اصحاب ہماری اس درخواست کو قبول فرمائیں گے"

(نور افشاں ۲۸ جنوری)

مغربی افریقہ میں اشاعت اسلام

مغربی افریقہ کے اخباروں خصوصاً "گولڈ کوسٹ ٹائمز" اور سیرالیون کے جرائد میں اس امر کا ذکر وقتاً فوقتاً کیا جاتا ہے۔ کہ دین اسلام مغربی افریقہ میں کس قدر زبردست ترقی کر رہا ہے۔ اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہاں اسلامی قوتیں کس قدر سرگرمیاں دکھلا رہی ہیں۔ ہمارے اس وسیع براعظم کے مغرب میں جو روز افزوں ترقی دین حقیقہ اسلام کو ہو رہی ہے۔ اس سے پادری حلقوں میں چیخ و پکار مچ گئی ہے۔ چنانچہ آپ مشہور مجلہ انٹرنیشنل ریویو آف مشنز کے پرچہ میں جو بماہ جولائی ۱۹۲۶ء شائع ہوا تھا۔ ایک سرگرم و ممتاز مبلغ کے اقوال پڑھ سکتے ہیں۔ یہ مسیحی مبلغ سالہا سال کا تجربہ کار شخص ہے۔ اور ان اقوال کو پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہاں مسیحیت کے نوزائیدہ بچہ کو کس قدر خطرات درپیش ہیں الغرض صداقت یعنی اسلامی صداقت خدائے برحق کی عبادت کے لئے مغربی افریقہ کو فتح کر کے چھوڑے گی۔ یہ خواب و خیال نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے۔

دیکھئے ہندوستان کے ایک احمدی مبلغ مسٹر ایف آر حکیم صاحب جو گولڈ کوسٹ میں رہتے ہیں۔ وہ یہاں کے اسلام کی نسبت کیا لکھتے ہیں:

گولڈ کوسٹ کا علاقہ تین حصوں میں منقسم ہے (۱) گولڈ کوسٹ (۲) اشانٹی (۳) شمالی علاقہ جات اور ٹوگولینڈ کا ملک زیر انتداب ہم لوگ ابھی تک اشانٹی اور گولڈ کوسٹ نوآبادی میں قائم ہو سکے ہیں۔ اور مجھے ابھی شمالی علاقوں اور ٹوگولینڈ میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کہتے ہیں۔ کہ سابق الذکر میں نوآبادی سے بھی زیادہ مسلمانوں کی تعداد ہے۔ بلکہ اشانٹی کے مسلمانوں کو بھی اگر شامل کر لیا جائے۔ تب بھی وہاں کی تعداد زیادہ رہے گی۔

نوآبادی اور اشانٹی کے باشندوں کی زیادہ تعداد مشرکین پر مشتمل ہے۔ پھر ان کے بعد عیسائیوں کا نمبر ہے۔ جو میتھوڈسٹ۔ رومن کیتھولک اور انگلش چرچ مذاہب کے پیرو ہیں۔ عیسائیوں نے اپنا تبلیغی جال تمام ملک میں پھیلا رکھا ہے۔ اور ہر جگہ دن اور رات کے مدارس قائم کر رکھے ہیں۔ اور انہی اسکولوں کے ذریعہ سے ان کے ممبروں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ وہ افریقی باشندوں کو راغب کرنے کے لئے دین مسیحی میں کوئی خاص بات نہیں ہے علاوہ ازیں یہ تمام لڑکے اور لڑکیاں محض نام ہی کے عیسائی ہیں۔ ان کو یہ بھی خبر نہیں۔ کہ مسیحی اصول معتقدات اور تعلیمات کس جانور کا نام ہیں۔ اگر میں ان کے وہ مضحکہ انگیز خیالات بیان کروں۔ جو وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت رکھتے ہیں۔ تو آپ بہت متعجب ہوں گے۔ ایک روز میں کھلے میدان میں وعظ کر رہا تھا کہ ایک عورت نے کہا کہ یسوع مسیح کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان سے گرے تھے"

میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر ان زبردست وسائل کا لحاظ رکھتے ہوئے جو عیسائیوں کو حاصل ہیں۔ تبلیغ اسلامیات کا مقابلہ کیا جائے تو نہ صرف بلحاظ تعداد بلکہ بلحاظ تعلیمات بھی اسلام کو فوقیت حاصل رہے گی۔ حالانکہ ہم کو یہاں کام کرتے ہوئے صرف چار ہی سال گذرے ہیں۔

آج کل یہاں دو مقامات پر ہماری باقاعدہ جماعتیں ہیں۔ اور ان مقامات میں اکثر اپنی مسجدیں ہیں۔ اور دو مسجدیں تو ملک بھر میں سب سے خوبصورت ہیں۔ اسکول ہم نے صرف ایک ہی قائم کیا ہے۔ اور گویا یہی ایک اسلامی مدرسہ تمام گولڈ کوسٹ میں ہے۔ ہمارے پاس تین افریقی مبلغ باقاعدہ کام کرنے والے ہیں۔ اور بغیر ملازمت کے کام کرنے والوں کی بھی تعداد محدود ہے۔ بے قاعدہ مبلغین میں امیر جماعت فورینہ (اشانٹی) کا نام سب سے ممتاز ہے۔ جن کی ساعی جمیلہ سے ۹۰ آدمی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ گذشتہ ۹ ماہ میں نو مسلموں کی تعداد ۲۰۰ نفوس سے کسی قدر زیادہ ہے۔ لیکن ایسے بھی لوگ بہت سے ہیں۔ جو دیگر ذرائع سے مسلمان ہوئے۔ اور ان کے نام رجسٹر میں درج نہ ہو سکے۔ پچھلے سال سے جب میں نے مقامی اخباروں میں اسلام کے متعلق حالات بیان شروع کئے۔ تو لوگوں کو ہمارے مذہب کا صحیح اندازہ ہونے لگا۔ اور اب وہ اس کا احترام کرنے لگے ہیں۔ اور میں خدا کے بھروسہ پر یقین دلا سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ افریقہ ہمارا ہے" (مسلم اوٹ لک جنوبی افریقہ)

فہرست نومبایعین

ہفتہ مختتمہ ۱۶ فروری ۱۹۲۷ء

۵۴۰ - چوہدری مہرالدین صاحب سوداگر پورہ ضلع سیالکوٹ
۵۴۱ - اللہ رکھی اہلیہ عبد اللہ صاحب " " "
۵۴۲ - برکت بی بی صاحبہ " " "
۵۴۳ - محمد بی بی صاحبہ " " "
۵۴۴ - آمنہ بی بی صاحبہ " " "
۵۴۵ - محمد بی بی صاحبہ " " "
۵۴۶ - سماۃ بڈھی زوجہ مہرالدین صاحب " " "
۵۴۷ - کریم بخش صاحب سڑوعہ ضلع ہوشیارپور
۵۴۸ - غلام قادر ولد کریم بخش صاحب " " "
۵۴۹ - غلام علی صاحب " " "
۵۵۰ - عبد اللہ صاحب " " "
۵۵۱ - عمرالدین صاحب " " "
۵۵۲ - اہلیہ غلام قادر صاحب " " "
۵۵۳ - " عبد اللہ صاحب " " "
۵۵۴ - محمد علی صاحب ہیل چک ضلع گورداسپور
۵۵۵ - محمد علی صاحب " " "
۵۵۶ - پیر مبارک شاہ صاحب رن تحصیل اونتی پورہ کشمیر
۵۵۷ - مسمات گوری بی صاحبہ حیدرآباد دکن
۵۵۸ - شرافت حسین صاحب معرفت احمدیہ ٹیوی اسٹیشن کلکتہ
۵۵۹ - خواجدین صاحب خانو والی ضلع گجرات

(خاکسار محمد یار اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری)

ضروری اعلان

بہت سے دوستوں کی طرف سے خطوط آرہے ہیں۔ کہ فارم وصیت جلدی بھیجے جائیں۔ کیونکہ ہماری جماعت میں بہت سے دوست وصیت کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان سب دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ چونکہ فارم وصیت سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہی خرچ ہو گئے تھے۔ اب دفتر میں بالکل فارم وصیت نہیں ہیں۔ بدیں وجہ فارم وصیت نہیں بھیجے گئے۔ اب چھپوائے جارہے ہیں۔ انشاء اللہ جلدی بھجوائے جائیں گے۔ جن اور دوستوں کو ضرورت ہو۔ وہ بھی فوراً لکھ دیں۔

محمد سرور سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی۔ قادیان دارالامان

(اشتہارات)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پُرزور سفارش

تین نئی کتابوں کے متعلق

یہ تھوڑی تعداد میں باقی ہیں۔ احباب جلد منگوالیں

منہاج الطالبین،

پہلی قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی۔ میرے نزدیک وہ لیکچر اپنے نفس کی اور اپنی آئندہ نسلوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ لیکچر چھپ کر کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے بک ڈپو نے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس کو خرید کر پڑھیں۔ قیمت ۱۰/

حق الیقین

اس سال اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور وہ کتاب ہفوات المنافقین کا جواب ہے ہفوات النافقین ایک شیعہ نے لکھی ہے۔ جس کے مضمون سے حضرت نبی کریمؐ اور آپ کی ازواج اور صحابہؓ کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اہل اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا۔ اور یوں کہنا چاہیئے کہ اس نے ہندوستان میں آگ لگادی تھی اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن اس کا اور بھی اثر پڑا۔ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اخبار اہلحدیث میں بھی اس کے جوابات نکلنے شروع ہوئے تھے۔ مگر چند سوالوں کا جواب دیکر خاموشی اختیار کر لی گئی۔ جس سے کتاب والے نے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ معلوم ہوا کہ باقی مطالبات کا کوئی جواب نہیں۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس کے جواب میں کتاب حق الیقین لکھی ہے۔ یہ کتاب بھی ایسے معلومات پر مشتمل ہے۔ جو علمی بھی ہیں۔ اور جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ علمی مباحثوں میں بھی کام آسکتی ہے۔ اور اسلام کے مطالعہ کرنے کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ قیمت ۱۲/

الواح الہدیٰ

ان کے علاوہ بعض اور دوستوں کی بھی کتابیں ہیں۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب قاضی اکمل صاحب کی مرتبہ ہے۔ اور در حقیقت ریاض الصالحین کا ترجمہ ہے۔ ریاض الصالحین تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے۔ اسی بناء پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کیلئے جو سکیم بنائی۔ اس میں ضروری قرار دیا۔ کہ ہر طالب علم کے پاس تین چیزیں ضرور ہونی چاہیئیں۔ ایک قرآن شریف۔ دوسرے کشتی نوح۔ تیسری ریاض الصالحین۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے (غالباً للعہ ہے) اور یوں بھی عربی میں ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے تجویز کی گئی تھی۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی چھپوا لیا جائے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے یعنی ۱۲/ یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کیلئے ضروری ہے۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بھی بے نظیر ہے۔ اخلاق کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ ایسا مجموعہ ہے۔ کہ میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ بہت ہی بے نظیر کتاب ہے مجھے اتنی پسند ہے۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا۔ مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں۔ پہلے عربی میں تھی۔ جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں۔ یہ تینوں کتابیں بک ڈپو نے چھپوائی ہیں۔

(منقول از الفضل نمبر ۵۸ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء)

مجاہد بخارا کی آپ بیتی، مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کے دردناک حالات قیمت ۴/ ویدوں کے سربستہ راز:- ترہ دید آدمیہ میں۔ دس ٹریکٹ

ملنے کا پتہ

مینجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

(اشتہارات)

آنکھوں کی حفاظت کرو

جس طرح ہماری ساختہ شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن تمام جسمانی کمزوریوں کے لئے تریاق ثابت ہو رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارا ساختہ موتی سرمہ بھی ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برما) سے لکھتے ہیں۔ کہ پہلے آپکا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

تندرستی کی قدر کرو،

جس طرح ہمارا مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے ٹھیک اسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ زکام۔ کھانسی۔ پٹھوں کی مضبوطی۔ صالح خون کے پیدا کرنے۔ ہاضمہ کو قوی بنانے جسم کو چست دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے میں اکسیر اعظم ثابت ہو رہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

تازہ شہادت:۔ جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور صدر سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ بے حد مفید پایا۔ اس کا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جس قدر آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے۔ لہذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست جناب قاضی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

بے نظیر مترجم حمائل شریف

اور

معرّا حمائل شریف

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ہم نے دو حمائلیں مترجم اور معرّا شائع کی ہیں۔ جو کسی تعریف کی محتاج نہیں ہیں۔ لکھائی نہایت اعلیٰ۔ چھپائی عمدہ اور پاکیزہ کاغذ بہترین۔ زرد اور سفید قسم اعلیٰ۔ حجم نہایت ہی موزوں اور پسندیدہ۔ موٹائی معرّا ایک انچ۔ اور مترجم ... ترجمہ بے نظیر ... ترجمہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مفسر قرآن مجید۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یقیناً اس سے قبل ایسی معرّا اور ترجمہ والی حمائل نہیں چھپی اور نہ چھپی۔ صرف ایک آنہ (۱) کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ برائے ملاحظہ وصول فرمائیں۔ پھر اگر پسند آجائیں۔ تو حکم بھیجدیں۔ جتنی زیادہ منگوائیں گے۔ رعایت کے ساتھ مل جاویں گی۔

قیمت معرّا عمہ کاغذ زرد بلا جلد ... قیمت معرّا عہ کاغذ سفید اعلیٰ بلا جلد۔ قیمت مترجم بلا جلد ساڑھے تین روپے (للعہ) جلد ۸ آٹھ آنے سے لیکر دس روپیہ تک کی عمدہ تیار کی جاتی ہے۔ نوٹ:۔ دس حمائلوں کے خریدار کو ایک حمائل مفت دی جاتی ہے۔

المشتہر

محمد اسماعیل محمد عبداللہ تاجران کتب قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور۔ میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (ﮧ) تریاق چشم رجسٹرڈ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

حب اٹھرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ نہایت خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

اصل ہمیشہ کا سرمہ اور ممیرا

(مصدقہ حضرت مسیح موعود و حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ)

یہ سرمہ ککروں کے لئے ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو۔ یا آنکھ دکھتی ہو۔ سفیدی ہو سرخی ہو یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو۔ خارش ہو۔ دھند ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول دو روپے تولہ۔ قسم دوم ایک روپیہ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جائیں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو۔ بشرطیکہ اس نے باقاعدہ ایک ہفتہ تک متواتر استعمال کیا ہو۔ دو روپے سے کم نہ ہو۔ سرمہ واپس کرے میں وصول شدہ قیمت واپس کردوں گا۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ کرم دہ قاطع بلغم و بلغم۔ دافع بواسیر۔ جذام و استسقاء و زردی رنگ۔ تنگی نفس و دق و خبیث فساد بلغم۔ قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ مثانہ۔ درد گردہ۔ سلسل البول۔ ذیابیطس۔ درد مفاصل یا چوٹ وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قسم اول فی تولہ عہ

(سید احمد نور کابلی احمدی موجد سرمہ ممیرا۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)

گولڈن رسٹ واچ خوبصورتی کا زیور

دیکھنے میں نازک۔ برتنے میں سخت جان۔ وقت کی سچائی میں بے نظیر۔ گھڑیاں گارنٹی ۱۰ سال۔ جو پسند ہو نمبر لکھیں۔ قیمت معہ تسمہ و بکس صرف پانچ روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ۔ **مینیجر لیڈرز واچ ہاؤس لودیانہ۔ پنجاب**

ہندوستان کی خبریں

نئی دہلی ۱۶ فروری۔ مسٹر جناح اور مسٹر عبدالحی کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا۔ کہ حکومت صوبہ سرحد میں اصلاحات کی ترویج کے مسئلہ پر چیف کمشنر کے ساتھ گفت و شنید کر رہی ہے۔ لیکن ابھی تک تجاویز پختہ نہیں ہوئیں۔ اس لئے فی الحال یہ اطلاع نہیں دی جا سکتی۔ کہ کس تاریخ تک آخری فیصلہ ہوگا۔

سر ابراہیم جعفر نے یہ تحریک پیش کی کہ ڈاک خانہ کے سیونگ بنک میں مسلمانوں کا جو سرمایہ جمع ہے۔ اس کا سود ان صوبوں میں مسلمانوں کی تعلیم پر صرف کیا جائے۔ جہاں کے مسلمانوں کی رائے اس امر کی حامی ہو۔ یہ تحریک ہندو ارکان کی تائید سے منظور ہو گئی۔ حکومت نے اس تحریک کی مخالفت کی اور کہا۔ کہ مرکزی سرمایہ منتقل شدہ صیغہ پر صرف نہیں کیا جا سکتا مگر تحریک منظور ہو گئی۔

بمبئی ۱۷ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آنریبل ڈاکٹر پرانجپے وزیر ہند کی کونسل کے رکن مقرر کئے گئے ہیں۔

پوسٹ ماسٹر لاہور کا بیان ہے۔ کہ ۲۸ فروری کو بعد سے ڈاک بذریعہ ہوائی جہاز دہلی بھیجی جائے گی۔

لاہور ۱۴ فروری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ "زمیندار" "بھیشم" "تنظیم" اور "نوڈ" کے مدیروں کو ڈپٹی کمشنروں کی وساطت سے ایسے چند مضامین کے متعلق تنبیہ کی گئی ہے۔ جو ان کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جن سے مختلف فرقوں کے درمیان نفرت پھیلنے کا اندیشہ تھا۔

دہلی ۱۸ فروری۔ سوامی شردھانند کے بیان کردہ قاتل عبدالرشید کا مقدمہ سشن عدالت میں پیش ہونے کے لئے ۳-۴-۵ مارچ کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔

الہ آباد ۱۸ فروری۔ "پایونیر" نے اعلان کیا ہے۔ کہ تقریباً ایک ہفتہ کی ہڑتال کے بعد کل جریدہ مذکور کے مطبع کے ملازمین بلا شرط کام پر واپس آ گئے۔

نئی دہلی ۱۸ فروری۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ڈاک کی ترسیل کس طرح برقی پیغام رسانی کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ علی الخصوص ہندوستان جیسے ملک میں؟ یہ بات آج ثابت ہو گئی۔ آج ایسوسی ایٹڈ پریس کی شاخ لاہور کی طرف سے صدر دفتر واقع نئی دہلی میں ایک خط ہوائی جہاز کے ذریعہ سے موصول ہوا ہے۔ اس خط میں مقامی عملہ کی طرف سے صدر دفتر کے عملہ کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کیا گیا ہے۔ یہ خط آج صبح لاہور سے روانہ کیا گیا۔ اور دوپہر کے وقت ایسوسی ایٹڈ کے دفتر میں پہنچ گیا۔

پرانی دہلی ۱۸ فروری۔ سیشن جج نے آج اس دیوانی مقدمہ میں فیصلہ صادر کر دیا۔ جو مسمی عبدالحکیم نے اپنی بیوی اصغری بیگم المعروف شانتی دیوی۔ سوامی شردھانند اور دیگر اشخاص کے خلاف اپنے دو بچوں کی واپسی کے لئے دائر کر رکھا تھا۔ جج نے درخواست منظور کر لی۔ اور حکم دیا۔ کہ دونوں بچے مدعی کو دے دیئے جائیں۔

لاہور ۱۸ فروری۔ گورنر باجلاس کونسل نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ کہ پنجاب میں بیکاری کے مسئلہ کی تحقیقات کی جائے اور اس کا حل سوچا جائے۔ سر جارج اینڈرسن اس کمیٹی کے صدر ہیں اور حضرات ذیل کمیٹی کے ارکان ہیں۔ لالہ ہرکشن لال۔ چودھری ظفر اللہ خاں ممبر لیجسلیٹو کونسل۔ ڈاکٹر یوکس پرنسپل فورمین کرسچن کالج۔ سر مہدی شاہ۔ پنڈت نانک چند ممبر لیجسلیٹو کونسل۔ ڈاکٹر رووالے۔ لفٹننٹ سردار سکندر حیات خاں ممبر لیجسلیٹو کونسل۔ سردار اجل سنگھ ممبر لیجسلیٹو کونسل۔ مسٹر جے۔ جی۔ بیبر نے کمیٹی کے سیکرٹری ہونگے۔ کمیٹی امور ذیل کے متعلق غور کرے گی:-

(۱) تعلیم یافتہ طبقہ میں کس حد تک بیکاری ہے (۲) غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں کس حد تک بیکاری ہے۔ (۳) اس بیکاری کے اسباب کیا ہیں۔ (۴) بیکاری کا ممکن علاج کیا ہے۔

کمیٹی مذکور فوراً اپنا کام شروع کر دیگی۔ اور اپنی تحقیقات کے نتائج حکومت کو پیش کریگی۔ کمیٹی پرائیویٹ مجلسوں اور شخصوں کی شکایات اور نمائندگی پر بھی غور کرنے کے لئے تیار ہوگی۔

راولپنڈی ۱۷ فروری۔ خالصہ ایسوسی ایشن کے ایڈریس کے جواب میں سردار جوگندر سنگھ وزیر زراعت نے کہا۔ کہ میں نے اگلے پانچ سال کے لئے پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ جس سے صوبہ ہذا کے جملہ اضلاع کی ہر ایک تحصیل میں ایک ایک نمونہ کا زرعی فارم قائم ہو جائیگا۔ اور اس فارم سے زراعت پیشہ افراد زراعت کاری کو وسیع پیمانہ پر ترقی دے سکیں گے۔

نئی دہلی ۱۶ فروری۔ یہ اغلب ہے۔ کہ نظر بندان بنگال میں سے بعض کو رہا کیا جائے گا۔ ان میں سے اکثروں کی رہائی طبی وجوہات میں آنے والی ہے۔ سرکاری اطلاع تو ابھی نہیں ملی۔ مگر توقع کی جاتی ہے۔ کہ اس ہفتہ کے اخیر یا اگلے کے شروع میں یہ رہائی عمل میں آ جائے۔

مدراس کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ پروفیسر رام مورتی کا موٹر روکنے کا ریکارڈ مس ڈکما بائی نے توڑ دیا۔ جس نے منگل وار کی شب کو جیک کا رسن تھیٹر میں دوڑتی ہوئی فورڈ موٹر کار کو روک لیا۔ کچھ دن ہوئے کہ پروفیسر رام مورتی نے چیلنج دیا تھا۔ اور مس ڈکما بائی نے اسے منظور کر لیا۔

ممالک غیر کی خبریں

ہنکاؤ ۱۴ فروری۔ مسٹر رو میلے اور مسٹر چن کے مابین معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گفت و شنید منقطع ہو گئی ہے۔

لنڈن ۱۴ فروری۔ دار العوام میں مسٹر ایبور اور کمانڈر لاک ہیمپسن کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر میکنیل معتمد خزانہ نے کہا۔ کہ چین میں فوجیں بھیجنے کے تمام خرچ کا جو کہ ۳۱ مارچ تک ہوگا۔ ۱۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ تخمینہ کیا گیا ہے۔

لنڈن ۱۴ فروری۔ آج دار العوام میں مسٹر جارج لینز بری (رکن عمال) نے سوال کیا۔ کہ آیا حکومت سر گاڈ فرے فیل کے اس وعدے پر اب بھی قائم ہے۔ جو کہ انہوں نے ۱۹۲۱ء میں حکومت کی طرف سے انڈین اسمبلی میں کیا تھا۔ کہ ہندوستانی افواج کو ہندوستان کی خارجی حدود سے باہر دفاعی اغراض اور نہایت خطرناک ہنگامے کے سوا اور کسی موقع پر استعمال نہ کیا جائے گا؟ لارڈ ونٹرٹن نے جواب دیا۔ کہ ۱۹۲۱ء میں یہ طے ہوا تھا۔ کہ نہایت خطرناک مواقع کو مستثنیٰ کرتے ہوئے ہندوستانی فوج کو ہندوستان سے باہر حکومت ہند کے مشورے کے بعد استعمال کیا جائے گا۔ اور حکومت معظم کی حکومت اس پر قائم ہے۔

دائنا ۱۵ فروری۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ زلزلہ بہت خطرناک تھا۔ سینکڑوں نفوس ہلاک ہو گئے۔ بوسینا ہرزیگووینا اور ڈلماٹیا میں ہزاروں مکانات منہدم ہو گئے۔ راگوسا۔ کٹورا۔ سپالاٹو اور موسٹاری پر خوفناک تباہی آئی۔ آبادی دہشت زدہ ہے۔ یوپوو ویلیچ میں مکانات ٹوٹ گئے۔ اور باشندے ان کے کھنڈروں میں ہلاک ہو گئے۔

ریگی ۱۸ فروری۔ اخبارات مظہر ہیں۔ کہ سانگ چوانگ فو کی فوجوں نے ہانگچو شہر کو خالی کر دیا۔ اس شہر میں آٹھ لاکھ نفوس کی آبادی تھی۔ اور شنگھائی سے جنوب مغرب میں سو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ انہیں اخباروں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کینٹن کی قومی فوجیں برابر آگے بڑھتی چلی آ رہی ہیں۔ زخمی اور پناہ گزیں شنگھائی بھاگ کر آ رہے ہیں۔ شنگھائی کی مقامی حالت اس امر کی متقاضی ہے۔ کہ وہاں غیر ملکی دستے موجود رہیں تاکہ بین الاقوامی آبادی میں فساد برپا نہ ہونے دیں۔

۲۰ فروری کے اجلاس میں پنجاب پراونشل لیگ کے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا جس کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔ صدر۔ سر میاں محمد شفیع۔ جنرل سیکرٹری ڈاکٹر اقبال۔ نائب صدر خان بہادر شیخ عبدالقادر بیرسٹر۔ سیکرٹری چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر۔ سیکرٹری ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ۔ سیکرٹری میاں عبدالعزیز